22- سُوْرَةُ الْحَجِّ

آیات : 78 ...... مَدَنِيَّة" ...... پیراگراف : 6
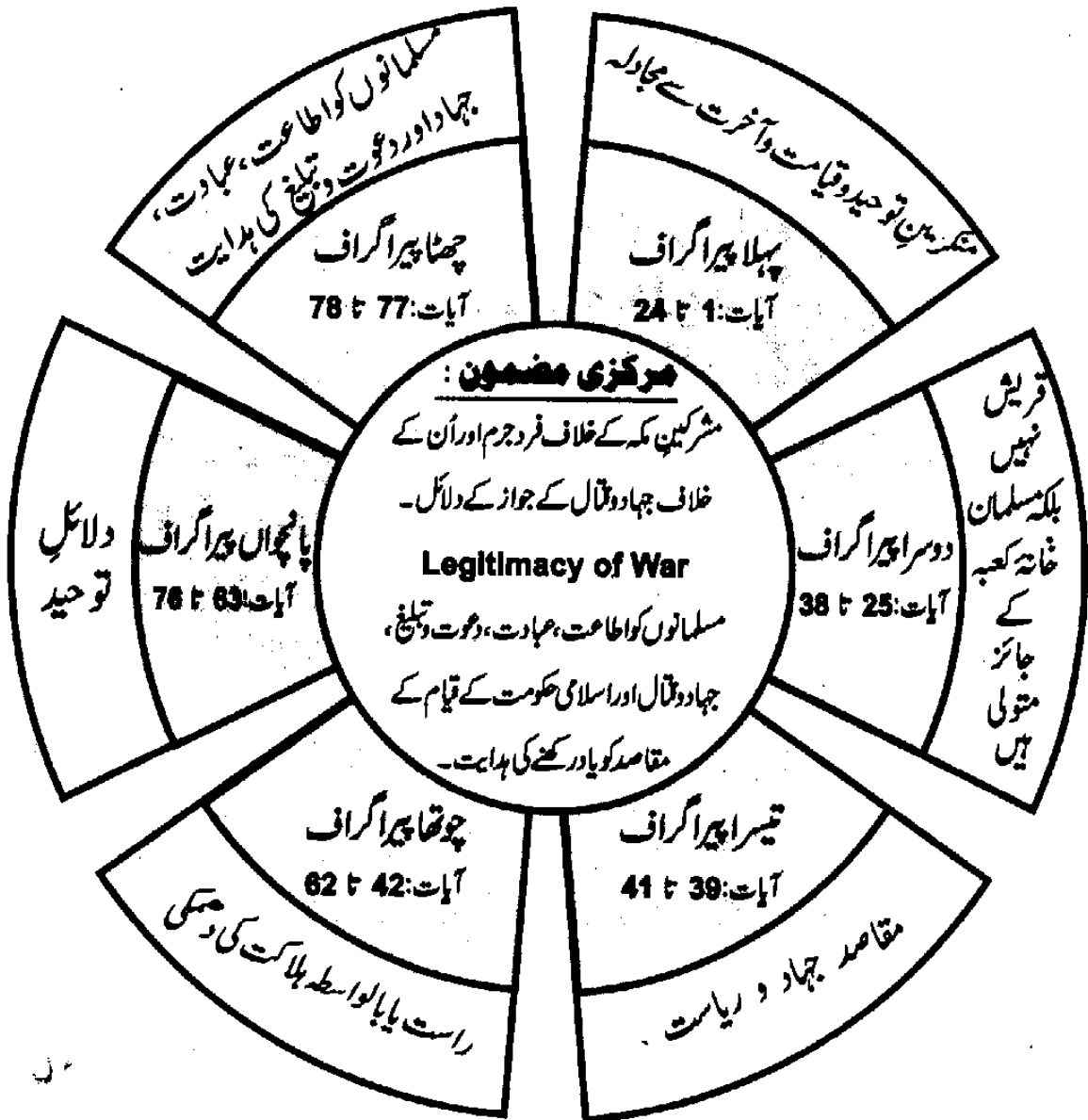
زمانۂ نزول اور پس منظر

1- سورت ﴿الحج﴾ مکی بھی ہے اور مدنی بھی۔ چنانچہ اس سورت میں مدنی رنگ اور مکی رنگ دونوں کا امتزاج ملتا ہے۔ ابتدائی چوبیس (24) آیات غالباً ہجرت سے پہلے 13 نبوی میں نازل ہوئیں۔ اور بقیہ 54 آیات ہجرت کے فوراً بعد مدینۂ منورہ میں نازل ہوئیں۔

پہلی ہجری میں سورۃُ الحج کے علاوہ، سورۃُ التغابن نازل ہوئی۔ دوسری ہجری میں سورۃُ البقرہ اور سورۃُ الطلاق نازل ہوئیں۔ رمضان دو ہجری یعنی جنگِ بدر سے پہلے سورۃُ محمد نازل ہوئی اور جنگِ بدر کے بعد سورۃُ الانفال۔

یہ وہ دور تھا، جب اسلامی تحریک ایک نئے اور حساس دور میں داخل ہو رہی تھی۔ 13 سال کی دعوت و تبلیغ اور اُس کے نتیجے میں ہونے والے ظلم و ستم اور رسول اللہ ﷺ کے شہرِ مکہ سے اِخراج اور قتل کے منصوبوں کے بعد ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدینۂ منورہ میں ایک ٹھکانہ فراہم ہو رہا تھا، جہاں اسلامی ریاست کی بنیاد پڑ رہی تھی۔

2- یہ وہ پہلی سورت ہے، جس میں مسلمانوں کو قتال کی پہلی قسم دفاعی جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے مسلم نوجوانوں سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ روکے رکھیں ﴿ كُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ ﴾ (النساء:77)۔

3- اس سورت میں، قریش کی قیادت کے خلاف فردِ جرم (Charge Sheet) بھی عائد کی گئی ہے اور ان کے خلاف قتال و جہاد کا جواز (Legistimacy of War) بھی پیش کیا گیا ہے۔ قریش کی متکبر قیادت، اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ کی میراث کھو چکی تھی۔ توحید کے بجائے شرک، آخرت پر یقینِ کامل کے بجائے ریب اور شک میں مبتلا ہو چکی تھی۔ نماز ، طواف اور دیگر مناسکِ حج میں بدعتوں کو جگہ دے چکی تھی۔ حلال و حرام کے خود ساختہ قوانین وضع کر کے اللہ کی حاکمیت کو چیلنج کر رہی تھی۔ ان تمام غلط عقائد کے باوجود ، یہ خانۂ کعبہ کی متولی بھی تھی۔ تمام بلادِ عرب میں قریش کی ساکھ اسی گھر کی نسبت سے تھی۔ ان کی معیشت کا انحصار تجارت پر تھا ، جس کے فروغ کی بنیادی وجہ ان کا مذہبی مرتبہ تھا۔ دراصل قریشی قیادت اُن پیرزادوں پر مشتمل تھی ، جن کے اندر خوفِ خدا اور خوفِ آخرت دونوں کا فقدان تھا، یہ ایک ایسا ڈھانچہ تھا، جس میں صحیح ابراہیمی مذہبی رُوح عنقا ہو چکی تھی۔ ان تمام باتوں کے باوجود، وہ کسی عقلی اور نقلی دلیل و برہان کے بغیر، محض تکبر کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ سے بحث و تکرار اور ﴿ مُجادَلہ ﴾ پر اُتر آئے تھے۔

سُورۃُ الحَجّ کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿الانبیاء﴾ میں بتایا گیا تھا کہ تمام انبیاء توحید کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ محمد ﷺ اس سلسلے کی آخری کڑی اور رحمت للعالمین ہیں۔ اپنے جدِّ امجد حضرت ابراہیمؑ کے سچے وارث ہیں۔ آپ ﷺ کو جھٹلانے والوں کی شامت آئے گی۔ پچھلی سورت میں جس شامت کا الٹی میٹم تھا، اُس کی عملی تعبیر کے لیے یہاں سورۃ الحج میں، تحریک کے ابتدائی مرحلے میں مظلوم مسلمانوں کو ظالم مشرکین کے خلاف دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی۔

﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ﴾ (آیت 39)

''اُن لوگوں کو (جہاد کی) اجازت دے دی گئی، جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے، کیونکہ وہ مظلوم ہیں، اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے''۔ چنانچہ جب اگلے سال بدر میں ان کا مقابلہ کافروں سے ہوا تو مسلمانوں سرخرو ہوگئے۔

2۔ اگلی سورت ﴿المؤمنون﴾ میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اگلے مراحل میں مشرکین پر فتح حاصل کرنے کے لیے پختہ ایمان اور عملِ صالح ضروری ہے۔

● اہم کلیدی الفاظ اور مضامین:

1- ﴿دو قسم کی قیادتوں (Leadership) کا تقابل﴾

اس سورت میں مشرکینِ مکہ کی قیادت اور رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اسلام قبول کرنے والے نوجوانوں کے کردار کا تقابل بھی ہے اور دونوں گروہوں ﴿هٰذٰنِ خَصْمَانِ﴾ (آیت 19) کے موقف کی وضاحت بھی۔ قریش کی قیادت اور مسلمانوں کی قیادت کے اس تقابل کو مندرجہ ذیل جدول میں ملاحظہ فرمایئے۔

موضوع اور حوالہ جات	قریش کی مشرک قیادت	مسلمان قیادت
ظُلِمُوْا (39)، اُخْرِجُوْا (40)	ظالم اور مُخْرِج	مظلوم اور مہاجر
آخرت پر شک، ریب (5,7)	جنت و دوزخ، آخرت (بعث) اور جزا و سزا پر شکوک و شبہات	آخرت اور اُس کی جزا و سزا پر کامل یقین و ایمان
توحیدِ عبادت آیات: 11، 71، 77	اللہ پر ایمان کے ساتھ ساتھ مِن دُون اللّٰہ کی عبادت	صرف اللہ واحد کی عبادت
توحیدِ دعا آیات: 12، 13	مِن دُون اللّٰہ سے دُعا	صرف اللہ ہی سے دُعا
ولایت، اور سرپرستی آیات: 13، 78	لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ (13) بُرے مرجع اور بُرے ساتھی	فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (78) بہترین مرجع اور بہترین مددگار اللہ
امانتِ توحید میں خیانت آیت: 38	﴿خَوَّان﴾ بدعہد، خائن اور ﴿كَفُوْر﴾ ناشکری قیادت، جو خانۂ کعبہ کی تولیت کا استحقاق نہیں رکھتی تھی۔	دینِ ابراہیمی اور توحید کی وارث قیادت، جو خانۂ کعبہ کے متولی ہونے کا استحقاق رکھتی تھی۔
بلا علم بحث و تکرار يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ آیات: 3، 8، 68	علم، دلیل، برہان، ہدایت اور کتاب سے محروم قیادت، جو بے جا بحث و تکرار اور ﴿مُجادلہ﴾ پر اُتر آئی تھی	عقلی اور نقلی دلیلوں سے مسلح قیادت، جو وحی کی روشنی میں اعلیٰ اخلاق و کردار کی حامل تھی۔
حق و باطل آیت: 62	یہ قیادت باطل کی پیروکار اور باطل کی علمبردار تھی۔ ﴿مِن دُونِ اللّٰہ﴾ باطل ہیں	یہ قیادت حق کی پیروکار اور حق کی علمبردار تھی۔ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

2- ﴿مشرکینِ مکہ کا بلا علم اور بلا دلیل مُجادَلَہ﴾

سورۃ الحج میں اس طرزِ عمل اور بحث وتکرار ﴿مُجادَلَہ﴾ کا تین (3) مرتبہ ذکر کیا گیا (آیات 3، 8 اور 68)

a۔ قریش کو صاف بتا دیا گیا کہ وہ کسی پختہ علم کے بغیر، رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے، ہر سرکش شیطان ﴿كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ﴾ کی پیروی کرتے ہوئے ﴿مُجادَلَہ﴾ یعنی بحث وتکرار پر اتر آئے ہیں۔ (آیت 3)

b۔ قریش کو صاف بتا دیا گیا کہ وہ علم، کتاب اور دلیل و برہان کے بغیر، رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے ﴿مُجادَلَہ﴾ یعنی بحث وتکرار پر اتر آئے ہیں۔ (آیت 8)

c۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ قریش پر واضح کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس مجادلانہ طرزِ عمل سے خوب واقف ہے اور وہ روزِ قیامت فیصلہ کرے گا۔ (آیت 68)

3- ﴿اِمکانِ آخرت پر شک﴾

آخرت اور بعثت کو شک ﴿ ریب ﴾ کی نگاہ سے دیکھنے والوں اور آخرت کا انکار کرنے والوں کو ایک آفاقی دلیل کے ذریعے مطمئن کیا گیا کہ قبروں سے ضرور اٹھایا جائے گا۔ قیامت برپا ہو کر رہے گی (آیات 5 تا 7)۔

منکرین کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ قیامت تک شک ﴿مِرية ﴾ ہی میں مبتلا رہیں گے (آیت 55)۔

4- ﴿توحید فِي الدعاء کے سلسلے میں دو (2) رویے﴾

a۔ پہلا رویہ شدید گمراہ مشرکینِ مکہ کا تھا۔ وہ اُن ہستیوں کو پکارتے تھے، جو انہیں نقصان یا فائدہ نہیں پہنچا سکتی تھیں۔

﴿يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ﴾ (آیت 12)

b۔ اس کے برخلاف رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ وہ صرف اور صرف اللہ ہی کو پکاریں اور اللہ ہی سے دعا کریں۔

﴿وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (آیت 67)

5- ﴿ بہترین اور بدترین سرپرست﴾ اس سورت میں دو قسم کی ولایتوں کا ذکر ہوا ہے۔

نِعمَ المَولٰي (آیت 78) اور بِئسَ المَولٰي (آیت 13):

a۔ سورۃ الحج کی اس آخری آیت نمبر 78 میں ﴿نِعمَ المَولٰي ﴾ کے لفظ سے دراصل، آیت 13 میں بیان کردہ ﴿ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ﴾ کا جواب دیا گیا ہے۔

b۔ انسان جب ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ سے دعا کرتا ہے تو وہ گمراہی کی انتہاء پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ ایسی مخلوق سے دعا کرتا ہے، جو ﴿ بِئْسَ الْمَوْلٰى وَ بِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴾ یعنی بدترین ساتھی اور رفیق ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ﴿نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾ یعنی بہترین مددگار ہے۔

6- ﴿اللہ تعالیٰ کے دو (2) اہم اصول اور قوانین۔ پہلے مہلت، پھر گرفت﴾

اس سورت کی آیات نمبر 44 اور 48 میں اللہ تعالیٰ کے دو (2) قوانین کی وضاحت کی گئی ہے۔

a۔ پہلا اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم قوموں کو مہلت دیتا ہے، عذاب کو موخر کر دیتا ہے، فوراً سزا نہیں دیتا۔ اِس اصول کی وضاحت کے لیے ﴿اَمْلَيْتُ﴾ ''میں نے مہلت دی'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔

b۔ اللہ تعالیٰ کا دوسرا اصول یہ ہے کہ وہ مہلت کی مدت گزر جانے پر پکڑ لیتا ہے۔ اِس اصول کی وضاحت کے لیے ﴿اَخَذْتُ﴾ ''میں نے پکڑ لیا'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔ ﴿فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ﴾ (آیت:44)

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ (آیت 48)

7- ﴿مظلوم مومنین مہاجرین کے لیے خوشخبری﴾

a۔ اس سورت میں اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے مظلوم مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی ہے کہ اگر وہ اللہ کے دین کے قیام کی کوشش اور کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی ضرور مدد کرے گا۔

﴿الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ .... وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ (آیت 40)

b۔ ہجرت کے دوران میں شہید ہونے والوں اور مرنے والوں کو رزقِ حسن کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ (آیت:58)

﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ (آیت 58)

8- ﴿بھرپور جہاد کے مختلف اور جامع پہلو﴾

اس سورت کی آخری آیت میں بھرپور مجاہدے کا حکم دیا گیا ہے۔ ﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ ''اللہ کی راہ میں جہاد (جدوجہد) کرو! جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے''۔

a۔ ﴿جِهَاد﴾ میں نہ صرف ﴿قِتَال﴾ بلکہ ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد شامل ہے۔ جہاد زبان وقلم سے بھی ہوتا ہے اور تلوار سے بھی۔ عدل وقسط کا اہتمام بھی جہاد ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ افضل مومن کون سا ہے؟ فرمایا: ﴿مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''ایسا مومن جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے'' (صحیح مسلم:4995)

b۔ جہاد کا آغاز، قبولیتِ اسلام اور صحیح عقیدۂ توحید سے ہوتا ہے، پھر یہ تعلق باللہ اور صبر کی منزلوں سے ہوتا ہوا ہجرت کی منزلیں طے کرتا ہے، پھر نوبت قتال اور اِقامتِ دین کی آتی ہے، تاکہ اسلامی حکومت کے ذریعے قیام

عدل کو یقینی بنایا جا سکے۔

c۔ ﴿حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی خودساختہ رائے کے مطابق جدوجہد نہ کرے، بلکہ قرآن وسنت اور صحابہؓ کے راستے اور طریقۂ کار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی تمام جسمانی، ذہنی، فکری، مالی، مادی اور روحانی صلاحیتوں کو شہادتِ دین کے لیے وقف کر دے۔

d۔ حق پرست گروہ قیامت تک ﴿جہاد﴾ یعنی ﴿قتال﴾ بھی کرتا رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (صحیح مسلم 412)

"میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر قائم رہتے ہوئے مسلسل لڑتا رہے گا اور غالب ہوگا"

e۔ ﴿حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ میں علماء اور مجتہدین کا اجتماعی اجتہاد بھی شامل ہے، جو نئے پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن وسنت کے واضح نصوص کی روشنی میں تلاش کر سکیں۔

f۔ غلبۂ اسلام کے لیے دین اور دنیا کا صحیح اور پختہ علم حاصل کرنا بھی ﴿جہاد﴾ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ﴾

"جو علم کی تلاش میں نکلا، وہ اللہ کی راہ میں ہے، یہاں تک کہ وہ واپس آ جائے" (ترمذی: 2647، ضعیف)

9- ﴿اسلامی حکومت کی چار اہم ذمہ داریاں﴾

اس سورت میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ جہاد وقتال کا اصل مقصد، عادلانہ اسلامی ریاست کا قیام ہے۔ آیت نمبر 41 میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی ریاست کے چار (4) بنیادی فرائض ہیں۔

(1) نماز کا قیام (2) نظامِ زکوٰۃ کا قیام (3) معروف کا حکم (4) منکرات کی روک تھام۔

10- ہمارا ازلی نام ﴿مُسلمین﴾ ہے:

اس سورت کی آخری آیت نمبر 78 میں، ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام مسلمان ﴿اَلْمُسْلِمِيْنَ﴾ رکھا ہے، انہیں قیامت تک کے لیے، ساری دنیا کی ہدایت وامامت کے لیے چن لیا گیا ہے ﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ﴾۔ انہیں اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ کی میراثِ توحید کی حفاظت کرتے ہوئے، دنیا کی بقیہ آبادی تک دعوت وتبلیغ اور شہادتِ حق کا فریضہ بھرپور طریقے سے ادا کرنا چاہیے۔

﴿تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾

11- ﴿مسلمانوں کے اتحاد اور جمعیت کی اصل بنیاد﴾

اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے اعتصام باللہ ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ﴾ کا حکم دیا گیا، تا کہ وہ تعلق باللہ کی بنیاد پر اپنی جمعیت اور تنظیم کو مضبوط اور مستحکم کر سکیں۔

سُورۃُ الحَجّ کا نظمِ جلی

سورۃُ الحَجّ چھ (6) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 24: پہلے پیراگراف میں، منکرینِ توحید و قیامت و آخرت سے ﴿ مُجَادَله ﴾ ہے کہ وہ بلا دلیل بحث و تکرار میں مبتلا ہیں۔

a۔ سب سے پہلے مناظرِ قیامت کی ہولناکی سے قریشِ مکہ کو تخویف کی گئی۔ مشرکین کسی علم اور دلیل کے بغیر ہر سرکش شیطان ﴿ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴾ کی پیروی کر رہے ہیں اور اللہ کے معاملے میں فضول بحث و تکرار اور ﴿ مُجَادَلَه ﴾ میں گرفتار ہیں۔ (آیات: 1 تا 4)

b۔ وہ منکرِ آخرت بھی ہیں۔ دلائلِ تخلیق اور دلائلِ خزان و بہار کے ذریعے ان پر اتمامِ حجت کی گئی کہ وہ تکبر ترک کر دیں اور ہدایت، کتابِ مبین اور پختہ علم کے بغیر ﴿ مُجَادَلَه ﴾ یعنی بحث و تکرار نہ کریں۔ (آیات: 5 تا 10)

c۔ مشرکین کنارے کنارے رہتے ہوئے اللہ کی جزوی عبادت کرتے ہیں۔ ﴿ شرک فی الدعا ﴾ کے مرتکب ہیں۔ ان کے خدا اور اِن کے رفیق بدترین سرپرست اور بدترین ساتھی ہیں۔ آفاقی دلیلوں سے شرک کا ردّ اور توحید کا اثبات کیا گیا۔

d۔ دو مخالف گروہوں ﴿ خَصْمَان ﴾ مشرکینِ مکہ اور مسلمانوں کا مختلف کردار اور انجام واضح کیا گیا۔ (آیات: 19 تا 24)

2- آیات 25 تا 38 : دوسرے پیراگراف میں واضح کیا گیا ہے کہ قریش نہیں، بلکہ مسلمان خانۂ کعبہ کے جائز متولی (Legitimate Custodian) ہیں۔

a۔ مسجدِ حرام کے حقوق اور احکامِ حج کی تفصیلی وضاحت کی گئی (آیات: 25 تا 37)۔

b۔ قریش کی خوّان (خائن اور بدعہد) و کَفُور (ناشکری) قیادت کے مقابلے میں، مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کیا گیا۔

3- آیات 39 تا 41: تیسرے پیراگراف میں، اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں بتا کر، ﴿ مظلوم مسلمانوں کو قتال کی اجازت ﴾ دی گئی۔

a۔ مظلوم مسلمانوں کو دفاعی جہاد کی اجازت دی گئی۔ (آیت: 39)

b۔ اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں سے مدد اور نصرت کا وعدہ کیا گیا ﴿ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ﴾

c۔ جہاد کا مقصد اسلامی ریاست کا قیام ہے اور اسلامی ریاست کے چار (4) اہم ترین بنیادی بنیادی فرائض گنوائے

گئے۔نماز کا قیام، اہتمام زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (آیت:41)۔

4- آیات 42 تا 62 : چوتھے پیراگراف میں، تکذیب کرنے والی قوموں کی تاریخ بتا کر، کافروں کو راست (Direct) یا مسلمانوں کے ذریعے بالواسطہ (Indirect) ہلاکت کی دھمکی دی گئی (آیات:42 تا 48)

a- اللہ تعالیٰ کے دو(2) قوانین کی وضاحت کی گئی۔پہلا قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم قوموں کو مہلت دیتا ہے ،عذاب کو موخر کرتا ہے،فوراً سزا نہیں دیتا۔اِس قانون کی وضاحت کے لیے ﴿اَمْلَیْتُ﴾ ''میں نے مہلت دی'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔دوسرا قانون یہ ہے کہ وہ مہلت کی مدت گزر جانے پر پکڑ لیتا ہے۔اِس قانون کی وضاحت کے لیے ﴿اَخَذْتُ﴾ ''میں نے پکڑ لیا'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔(آیات:44 تا 48)

b- ایمان لانے والوں سے مغفرت اور رزقِ کریم کا وعدہ اور کافروں کو دوزخ کی وعید سنائی گئی۔(آیات:49 تا 61)

c- ہجرت کے دوران میں شہید ہونے والوں اور مرنے والوں کو رزقِ حسن کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔
﴿لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا﴾۔(آیت:58)

d- دلائل کے ذریعے مشرکین پر واضح کیا گیا کہ اللہ کے علاوہ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ یعنی دوسروں سے دعا کرنا باطل ہے۔(آیت:62)

5- آیات 63 تا 76 : پانچویں پیراگراف میں، دلائلِ توحید سے واضح کیا گیا ہے کہ ﴿خالق اور مخلوق﴾ برابر نہیں ہو سکتے

a- دلائلِ ربوبیت اور دلائلِ قدرت بیان کر کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرنے کا حکم دیا گیا۔(آیات:63 تا 68)

b- مشرکین پر واضح کیا گیا کہ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کی عبادت بلا دلیل ہے۔ان کا انجام دوزخ ہوگا۔(آیات:69 تا 72)

c- عقیدۂ توحید کی وضاحت اور اِبطالِ شرک کے لیے ایک خوبصورت تمثیل بیان کی گئی۔ مکھی کی مثال سے ثابت کیا گیا کہ خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے۔انسان ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ یعنی دوسروں سے مانگ کر کوئی معمولی چیز بھی حاصل نہیں کر سکتا۔طالب اور مطلوب دونوں ناتواں ہیں یعنی انسان بھی کمزور ہے اور ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ بھی کمزور (آیت:73)۔

d- مشرکین پر افسوس کا اِظہار کیا گیا کہ انہوں نے اللہ کی صحیح قدر نہ پہچانی۔ایسا اللہ کی صفات سے لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔(آیات:74 تا 76)

6- آیات 77 تا 78 : چھٹے اور آخری پیراگراف میں، مسلمانوں کے لیے دس (10) نکاتی ہدایت نامہ عطا کیا گیا۔

رکوع، سجدہ، عبادت، افعالِ خیر، جہاد و قتال، دینِ ابراہیمی کی پیروی، شہادتِ دین کی انجام دہی، اہتمامِ نماز، اہتمامِ زکوٰۃ اور اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق کی بنیاد پر اجتماعیت کی تشکیل۔

a۔ امتِ مسلمہ کی فلاح کا دارومدار، صحیح عقیدے، صحیح عبادات واطاعات اور صحیح اجتماعی رویوں پر موقوف ہے۔

b۔ مسلمانوں کو اپنی تمام تر جسمانی، ذہنی، فکری، مالی، مادّی اور روحانی صلاحیتوں کو شہادتِ دین کے لیے وقف کر دینا چاہیے۔

c۔ مسلمانوں کو صحیح عقیدۂ توحید، شہادتِ دین، اقامتِ دین، امامت وقیادت، جہاد اور عدلِ اجتماعی کے لیے منتخب کرلیا گیا ہے۔

d۔ دینِ اسلام میں رہبانیت اور تصوف کی سختیاں نہیں رکھی گئیں ہیں۔ ان کا نام مسلمان رکھا گیا ہے، انہیں فرقہ پرستی سے بچنا چاہیے۔ شہادتِ دین کے بارے میں نہ صرف رسول اللہ ﷺ بلکہ امتِ مسلمہ سے بھی باز پرس ہو گی۔ آخر میں حکم دیا گیا کہ مسلمانوں کو اللہ کو ﴿نِعمَ المَولیٰ﴾ اور ﴿نِعمَ النَّصِیر﴾ مان کر تعلق باللہ کی بنیاد پر مسلمانوں کو ایک مضبوط اجتماعیت قائم کرنا چاہیے۔ (آیت:78)

مرکزی مضمون

مشرکینِ مکہ کے خلاف فردِ جرم اور اُن کے خلاف جہاد وقتال کے جواز (Legitimacy of War) کے دلائل۔ مسلمانوں کو اِطاعت عبادت، شہادت، دین، تعلق باللہ، دعوت وتبلیغ، جہاد وقتال، مضبوط اجتماعیت اور اسلامی حکومت کے قیام کے مقاصد کو یاد رکھنے کی ہدایت۔